FLOW CHART ترتیبی نقشۂ ربط

MACRO-STRUCTURE نظمِ جلی

37- سُوْرَةُ الصّٰفّٰت

آیات : 182 ...... مَكِّيَّة" ...... پیراگراف : 5
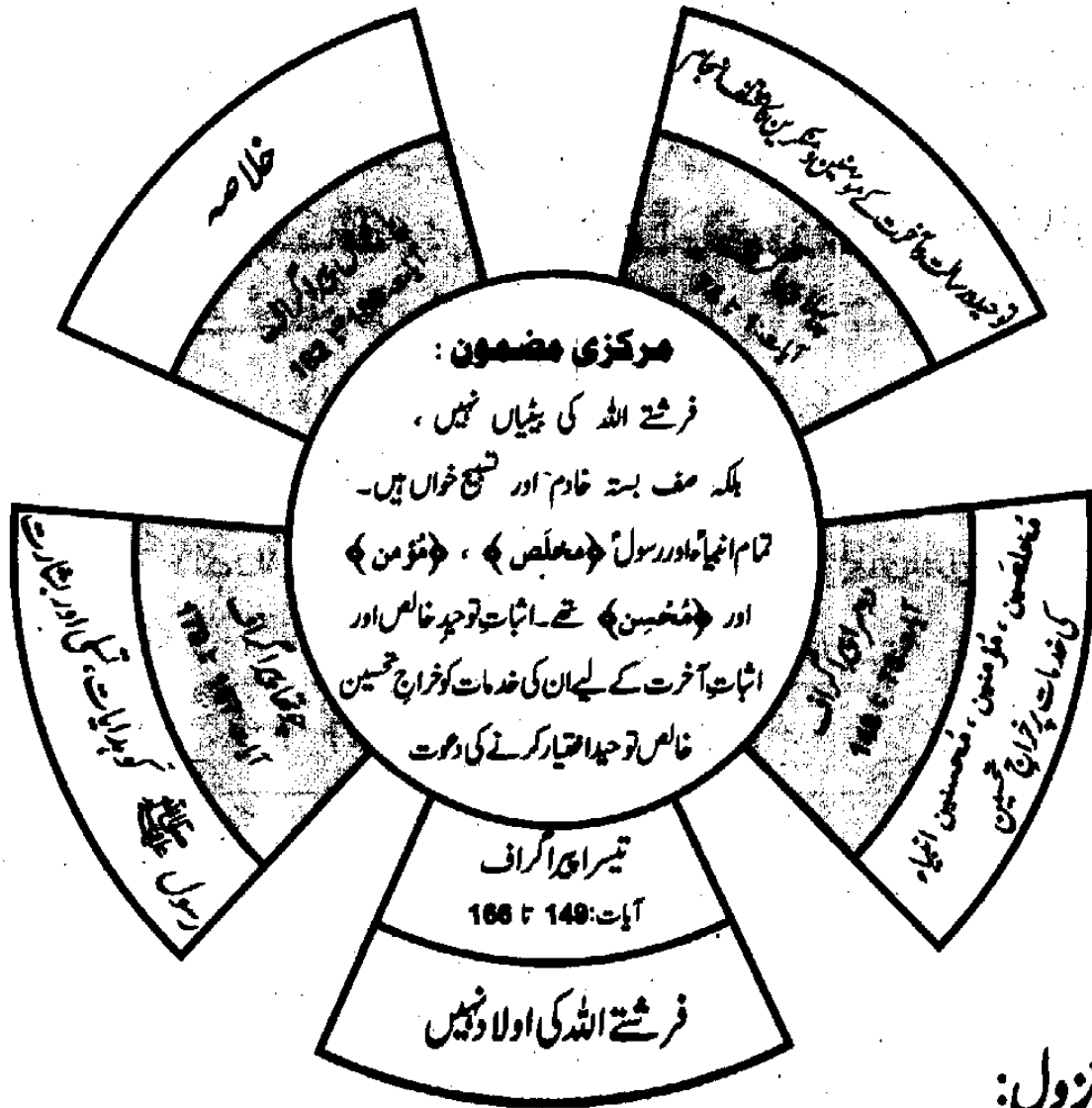
زمانۂ نزول:

سورت ﴿الصّٰفّٰت﴾ غالباً رسول اللہ ﷺ کے قیامِ مکہ کے تیسرے دور (6 نبوی۔10 نبوی) کے آخری مرحلے میں نازل ہوئی۔ یہ وہی زمانہ تھا جب سُورة ﴿فاطر﴾ اور سُورة ﴿یٰس﴾ نازل کی گئی، جب مشرکینِ مکہ، جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھتے تھے، رسول اللہ ﷺ کی دعوتِ توحید کو مسترد کر کے اُن کا مذاق اُڑا رہے تھے۔ آپ کو ﴿ساحر﴾ کہہ رہے تھے اور یہ کہنے لگے تھے کہ ایک ﴿شاعرِ مجنون﴾ کے لیے ہم اپنے ﴿آلِهَة﴾ کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ اس موقع پر مختلف مُخلَص ، مُؤمِن و مُحسِن انبیاء کی تاریخ سے، انہیں کارِ رسالت اور منصبِ رسالتِ محمدی ﷺ کو سمجھنے کی دعوت دی گئی ہے، تا کہ وہ بھی خالص توحید اختیار کر لیں۔

خصوصیات

سورت ﴿الصّٰفّٰت﴾ میں بعض آیاتِ ترجیع ہیں، جو بار بار دہرائی گئی ہیں۔ ﴿اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ O كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ O اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ O﴾ اس سورت میں ﴿سلام﴾ کے لفظ کی تکرار بھی ہے۔

سورۃ الصّٰٓفّٰت کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورت ﴿یٰسٓ﴾ میں ﴿اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ کہہ کر آپ ﷺ کو سلسلۂ رسالت کی آخری کڑی بتایا گیا تھا۔ یہاں سورت ﴿الصّٰٓفّٰت﴾ میں چند رسولوں کی خدماتِ توحید کا تذکرہ کرکے، یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سلامتی اللہ کے رسولوں کے لیے ہے۔ ﴿سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ﴾

2۔ سورۃ ﴿فاطر﴾ میں بیان کردہ ﴿فرشتوں کی عبادت﴾ کی نفی کے مضمون کو یہاں اور زیادہ کھول دیا گیا ہے۔

3۔ یہاں سورت ﴿الصّٰٓفّٰت﴾ میں نو انبیاء حضرات نوحؑ، ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحٰقؑ، لوطؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، الیاسؑ، یونسؑ کی خدمات کا ذکر ہے۔ اگلی سورت ﴿ص﴾ میں تین انبیاء حضرات داوٗدؑ، سلیمانؑ اور ایوبؑ کی ﴿اوابیت﴾ کا ذکر ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ﴿صف بستہ فرشتے﴾ مشرکینِ مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ یہاں اس کی تردید کی گئی۔

(a) پہلی آیت ہی میں صف بستہ فرشتوں کی گواہی پیش کی گئی ہے کہ وہ خدائی میں شریک نہیں ہیں بلکہ اللہ تو صرف ایک ہے۔ ﴿وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا﴾ (آیت:1)۔

(b) یہی بات آیات 164 تا 166 میں دہرائی گئی ہے۔ ﴿وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ﴾ (آیت:165)۔

2- اس سورت میں ﴿عقیدۂ توحید﴾ کو ثابت کیا گیا ہے۔ الوہیت میں فرشتوں کی شمولیت کی تردید کی گئی ہے۔

(a) چوتھی آیت ہی میں صاف کہہ دیا گیا کہ انسانوں کا خدا بس ایک ہی ہے۔

﴿اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ﴾ (آیت:4)۔

(b) مشرک سرداروں کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ﴿توحید کی دعوت﴾ پر تکبر اور غرور کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ (آیت:35)۔

(c) مشرکین سے پوچھا گیا کہ حقیقی خدائے واحد ﴿اللہ﴾ کے علاوہ تم کیا کچھ مزید خداؤں کے خواہش مند ہو؟

﴿ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴾ (آیت:86)۔

3- اس سورت میں ﴿ فَاسْتَفْتِهِمْ ﴾ کے الفاظ کے ذریعے مشرکین مکہ سے مجادلہ کیا گیا۔

(a) ان سے پوچھیے کہ انسان کا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا دیگر چیزیں؟ (جیسے: پہاڑ) انسان کو تو چکنی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

﴿فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ﴾ (آیت:11)

(b) ان سے پوچھیے کہ ان کے لیے تو لڑکے مناسب ہیں اور اللہ کے لیے لڑکیاں؟ واہ واہ! کیا سوچ ہے؟

﴿فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ﴾ (آیت:149)۔

4- اس سورت میں مشرکینِ مکہ کے اس قول کو نقل کیا گیا کہ کیا ہم ایک ﴿ مجنون شاعر ﴾ کے لیے اپنے ﴿ اٰلِهَه ﴾ یعنی خداؤں کو چھوڑ دیں؟ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴾ (آیت:36)۔

5- اس سورت میں پانچ مرتبہ ﴿ عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴾ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انبیاء ﴿ مُخْلِص ﴾ بھی ہوتے ہیں اور ﴿ مُخْلَص ﴾ بھی۔ وہ خالص توحید اختیار کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ اپنے لیے چن کر خالص کر لیتا ہے۔ وہ اللہ کے مطیع فرمان وفادار بندے ہوتے ہیں۔ (آیات:40 ، 74 ، 128 ، 160 اور 169)

6- اس سورت میں چار مرتبہ ﴿ اَلْمُحْسِنِيْنَ ﴾ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انبیاء داعی، مبلغ، صالح اور باعمل لوگ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ وہ لوگوں کے ایمان اور عمل کے مطابق جزا دیتا ہے۔ ﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (آیات:80 ، 110 ، 121 اور 131)

7- اس سورت میں چار مرتبہ ﴿ اَلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انبیاء کامل ایمان رکھتے ہیں۔ وہ خدائی میں شریک نہیں ہوتے، بلکہ وہ اللہ کے بندے، عبادت گزار اور اطاعت شعار ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ اور حضرت الیاسؑ کے ذکر کے بعد فرمایا: ﴿اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (آیات:81 ، 111، 122 اور 132)

8- اس سورت میں پانچ مرتبہ ﴿ سَلٰمٌ ﴾ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ رسولوں کے لیے سلامتی ہوتی ہے اور رسولوں کے مخالفین کے لیے ہلاکت اور بربادی۔ سورت کے درمیان پانچ انبیاء کا نام لے لے کر انہیں خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ توحید کی دعوت کو عام کرنے کے سلسلے میں ان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا اور بالکل آخر میں تمام رسولوں کو ﴿ سلام ﴾ کہا گیا۔

(a) سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ (آیت 79)

(b) سَلٰمٌ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ (آیت 109)

(c) سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (آیت 120)

(d) سَلٰمٌ عَلٰى اِلْ يَاسِيْنَ (آیت 130)

(e) سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ (آیت 181)

سورۃ الصّافات کا نظمِ جلی

سورۃ الصافات پانچ (5) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 74: پہلے پیراگراف میں، ﴿فرشتوں کی الوہیت﴾ میں شمولیت کی تردید کر کے توحید، رسالت اور آخرت کا اثبات کیا گیا اور بتایا گیا کہ مؤمنین اور منکرین کا انجام مختلف ہوگا۔

(a) فرشتوں کی گواہی پیش کی گئی کہ وہ صف باندھے رہتے ہیں۔ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ الوہیت میں شریک نہیں ہیں۔ خدائے واحد تو صرف اللہ ہے۔

(b) ﴿جنات﴾ بھی اللہ تک رسائی نہیں رکھتے۔ نہ وہ غیب کی خبریں جان سکتے ہیں۔ وہ بھی ﴿اُلوہیت﴾ میں شریک نہیں ہیں۔ ملاء اعلیٰ کی طرف کان لگانے کی کوشش کریں تو اُن پر شہابِ ثاقب پھینکے جاتے ہیں۔
قریش سے پوچھا گیا کہ انسان کی تخلیق زیادہ اہم ہے یا دیگر اور چیزیں جو اللہ نے پیدا کی ہیں۔

(c) ﴿قرآن کا مذاق﴾ اڑانے اور اُسے جادو کہنے اور مرنے کے بعد کی زندگی کا انکار کرنے کے بجائے قریش کو اسلام کی دعوت قبول کر لینا چاہیے۔ تم لوگ ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ وہاں ذلیل ہو گے اور تمہاری شامت کا دن آجائے گا۔ تمام مشرکوں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ وہاں کوئی دوسرے کی مدد نہیں کر سکے گا۔

(d) ﴿لیڈر اپنے پیروکاروں سے﴾ کہیں گے کہ قصور تمہارا اپنا تھا۔ تم خود ہی سرکش تھے۔ وہ آپس میں جھگڑیں گے۔ مشرک لیڈر اور اُن کے پیروکار دونوں عذاب میں شریک ہوں گے۔ یہ ﴿لیڈر﴾ تکبر میں گرفتار تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک دیوانے شاعر کے لیے ہم اپنے معبودوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟

(e) محمد ﷺ حق لے کر آئے ہیں۔ آپ کے بارے میں پچھلے رسولوں نے پیش گوئی کی تھی۔ دوزخ کے عذاب سے صرف مخلص اہلِ توحید ہی محفوظ رہیں گے۔ ان کے لیے جنت کی نعمتیں ہوں گی۔ رزق، میوے، باغات، نتھری شراب، باحیاء بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی۔ یہ قیامت کی تصدیق کرنے والے ہوں گے۔

(f) قیامت کا انکار کرنے والے جہنم کے بالکل بیچ میں ہوں گے۔ آخرت کی کامیابی ہی اصل کامیابی ہے۔ اسی کے لیے انسان کو کوشش کرنی چاہیے۔ دوزخ میں زقوم کا درخت ہے۔ دوزخی اسی سے پیٹ بھریں گے۔ اس میں گرم پانی شامل کیا جائے گا۔ یہ اپنے باپ دادا کے اندھے مقلد تھے۔ انہوں نے رسولوں کی تعلیمات پر غور نہیں کیا۔
اللہ کے مخصوص بندے ہی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔

2- آیات 75 تا 148: دوسرے پیراگراف میں، نو (9) ﴿انبیاء کی خدماتِ تبلیغ﴾ پر خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

(a) ﴿حضرت نوحؑ﴾ (آیات: 75 تا 82)۔ آپ نے توحید کی دعوت پر لبیک کہی۔ آپ کو اور آپ کے

پیروکاروں کو اللہ نے کربِ عظیم سے نجات دی۔ آپ کو دنیا میں باقی رکھا، آپ اللہ کے محسن اور مومن بندے تھے۔ کافروں کو پانی میں غرق کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

(b) ﴿حضرت ابراہیمؑ﴾ (آیات: 83 تا 100)۔ آپ بھی حضرت نوحؑ کی جماعت سے تھے، قلبِ سلیم رکھتے تھے۔ اپنی قوم اور اپنے والد سے توحید کے مسئلے پر مجادلہ کیا۔ بت پرستی سے سخت نفرت تھی۔ بتوں سے خطاب کر کے کہا: تم لوگ کھاتے کیوں نہیں؟ بولتے کیوں نہیں؟ پھر انہیں پاش پاش کر دیا۔ پھر لوگوں سے کہا کہ اللہ ہی تم لوگوں کا خالق بھی ہے اور اُن بتوں کا بھی، جو تم اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو۔ انہوں نے آپ کو آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کیا، لیکن وہ اپنی سازشوں میں ناکام ہوئے۔ آپ نے صالح اولاد کی دعا کی، جو قبول ہوئی۔

(c) ﴿حضرت اسمٰعیلؑ﴾ (آیات: 101 تا 111)۔ والد کی دعا کے نتیجے میں پیدا ہوئے، نہایت حلیم تھے۔ والد نے خواب دیکھا کہ وہ بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ فرمانبردار بیٹے نے کہا کہ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اُس پر عمل کر ڈالیے۔ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ اس طرح باپ اور بیٹے نے اللہ کی مرضی کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ یہ ایک بڑی آزمائش تھی۔ یہ رسم باقی رکھی گئی۔

(d) ﴿حضرت اسحٰقؑ﴾ (آیات: 112 تا 113)۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کو دوسرے بیٹے کی بشارت دی گئی۔ آپ بھی صالح تھے۔ آپ پر اور آپ کی نسل پر برکات نازل ہوئیں، لیکن ان میں کچھ محسن ہیں اور کچھ ظالم۔

(e) ﴿حضرت موسیٰ اور ہارونؑ﴾ (آیات: 114 تا 122)۔ ان دونوں پر بھی اللہ نے احسان کیا۔ ان دونوں کو بھی کربِ عظیم سے نجات دی۔ روشن کتاب توراۃ عطا فرمائی۔ سیدھا راستہ دکھایا۔ آپ کے طریقے پر ایک گروہ قائم رہا۔

(f) ﴿حضرت الیاسؑ﴾ (آیات: 123 تا 132)۔ آپ کی قوم ﴿بعل﴾ نامی بت کی پوجا کرتی تھی، آپ نے توحید کی دعوت دی۔ آپ نے قوم سے بحث کی کہ آپ لوگ ﴿أَحْسَنُ الْخَالِقِين﴾ کو چھوڑ کر اس بت کی پوجا کر رہے ہیں؟ اللہ ہی آپ کا اور آپ کے آباء واجداد کا رب ہے، لیکن انہوں نے حضرت الیاسؑ کو جھٹلایا۔

(g) ﴿حضرت لوطؑ﴾ (آیات: 133 تا 138)۔ آپ بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے پیروکاروں کو بچالیا، سوائے بیوی کے۔ بقیہ لوگ ہلاک کیے گئے۔ اس ہلاک شدہ بستی پر لوگ صبح وشام گذرتے ہیں۔ انہیں نصیحت اور عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بدکاروں کو کیسی سزا دیتا ہے؟

(h) ﴿حضرت یونسؑ﴾ (آیات: 139 تا 148)۔ آپؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ اپنی بستی چھوڑ کر ایک بھری کشتی کی طرف بھاگے۔ قرعہ آپ کے نام کا نکلا اور سمندر میں پھینکے گئے اور مچھلی نے نگل لیا۔ سزاوارِ ملامت تھے، لیکن اُنہوں نے وہاں اللہ کی بے عیبی (اور اپنی غلطی) کا اعتراف کیا، ورنہ وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ اُنہیں ایک خشک ساحل پر مچھلی نے اگل دیا۔ وہ نڈھال تھے۔ اُن پر ایک بیل دار پودا اگا دیا گیا۔ پھر انہیں ایک لاکھ

بلکہ اُس سے بھی زیادہ لوگوں کی بستی کی طرف مبعوث کیا گیا۔ وہ ایمان لے آئے تو انہیں مہلتِ عمل عطا کی گئی۔

3- آیات 149 تا 166: تیسرے پیراگراف میں بھی ﴿فرشتوں کی الوہیت﴾ کی تردید کی گئی۔

پہلے پیراگراف کا اِعادہ ہے، جس میں توحید کے اثبات کے لیے، فرشتوں کی گواہی پیش کی گئی تھی۔

مشرکینِ مکہ نہ صرف فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے، بلکہ اللہ اور جنات کے درمیان بھی نسبی رشتہ جوڑتے تھے۔ چنانچہ یہاں فرشتوں کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ اللہ کے حضور صف بستہ ہو کر خدمت انجام دیتے ہیں اور اس کی تسبیح یعنی بے عیبی کا اعتراف کرتے رہتے ہیں اور جنات کو خود بھی پتہ ہے کہ اُن کے شیاطین، اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

4- آیات 167 تا 179: چوتھے پیراگراف میں، رسول کریم ﷺ کو تسلی دے کر ہدایات اور بشارتیں دی گئیں اور ﴿کفار کو دھمکی﴾۔

مشرکین پہلے تو یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس بھی تعلیم آتی تو ہم مخلص بندے بن جاتے، لیکن رسول اللہ ﷺ کے آنے کے بعد انہوں نے انکار کر دیا۔ اب اللہ کی سنت یہی ہے کہ وہ رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اللہ کے لشکر ہی غالب رہتے ہیں۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ کو کچھ دن کے لیے ان سے اعراض کرنا چاہیے۔ آپ انہیں دیکھتے رہیے، وہ بھی دیکھیں گے۔ جس عذاب کے لیے یہ جلدی کر رہے ہیں، وہ ان کے صحنوں میں اترے گا۔ یہ ایک بہت بری صبح ہوگی۔

5- آیات 180 تا 182: پانچویں اور آخری پیراگراف میں، خالص توحید کی وضاحت، شرک کی تردید اور رسولوں کی خدمات پر خراجِ تحسین ہے۔

یہ آخری تین آیات ہیں۔ اللہ کی عزت واقتدار میں کوئی شریک نہیں۔ وہ بے عیب ذات اُن تمام غلط اور منفی صفات سے پاک ہے جو اُس کی ذات سے منسوب کی جاتی ہیں۔ ﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾

تمام رسولوں کی خدمات پر خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ ان کے لیے سلامتی ہے۔ ﴿وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ﴾

ہلاکت اور بربادی تو رسولوں کے مخالفین کا مقدر ہوگی۔ شکر کا سزاوار، صرف اللہ ہے، جو تمام جہانوں کا نظام چلا رہا ہے۔ ﴿وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔

یہی مضمون سورۃ النمل کی آیت: 59 میں بھی بیان ہوا ہے، لیکن وہ اس کا مرکزی مضمون نہیں ہے۔

مرکزی مضمون

فرشتے اللہ کی بیٹیاں نہیں، بلکہ صف بستہ خادم وتسبیح خواں ہیں۔ جنات بھی اُلوہیت میں شریک نہیں ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ تمام انبیاءؑ اور رسولوں کی تعلیمات پر توجہ سے غور کرے۔ انبیاءؑ ﴿مخلص﴾، ﴿مؤمن﴾ اور ﴿محسن﴾ اللہ کے نیک اور وفادار بندے ہوتے ہیں۔ صحیح عقیدۂ توحید اور انسانوں کی اصلاح کے سلسلے میں ان کی عظیم الشان خدمات ہیں۔ یہ سلامت رہتے ہیں اور ان کے مخالفین کے لیے بربادی ہے۔ لہٰذا خالص عقیدۂ توحید اختیار کرنے ہی میں انسان کی نجات ہے۔